توحید باری تعالیٰ

(از مولوی حکیم محمد آدم حسن صاحب انصاری کاوش جبلپوری)

اہل بصیرت کو اس اصول سے انکار نہیں کہ کل کائنات یعنی جو مصنوعات عالم ہیں پائی جاتی ہیں سب ایک زبان ہو کر صانع کے وجود کی تصدیق کر رہی ہیں مصنوعات بذاتِ خود شاہد ہیں کہ ہمارا صانع و خالق کوئی ضرور ہے، جس حیثیت و انداز کی مصنوعات ہوتی ہیں صانع کے تفوق کی طرف ذہن کو منعطف کراتی ہیں۔ صانع کے رتبہ اعلیٰ اور ادنیٰ کی طرف خیالات کو مبذول کراتی ہیں۔ مزید شان کی خبر دیتی ہیں۔ جب تک صانع کی مصنوعات و کاریگر کی کاریگریاں ظہور پذیر نہیں ہوتی ہیں۔ اسوقت تک کاریگر کی صفتِ کمال و عدم کمال پر عقل حکم نہیں لگا سکتی۔ مثلاً شجاعت ایک مخفی جذبہ کا نام ہے جس کا ثبوت افعال و جوارح سے ہوتا ہے تاوقتیکہ مصاف جنگ میں اپنے اعمال جوارح سے اس مخفی جذبہ کا ثبوت بہم نہ پہنچائے۔ جان نثاری نہ کرے، بہادری کے جوہر نہ دکھلائے۔ شجاع کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا ہے اسی طرح سائر مصنوعات جو آسمان و زمین کے اندر پائی جاتی ہیں جس کی کنہ و حقیقت کے ادراک میں عقل کی حرکت عبث ہو جاتی ہے عقل کی حدت پر رعشہ پڑ جاتا ہے (جسکو ہم بے حس کے مرادف تصور کرتے ہیں) کل کے کل اللہ وحدہٗ لاشریک کی ذات کی تصدیق کر رہی ہیں کہ وہی صانع حقیقی سائرِ معلولات کی علت ہے سچ ہے ؎

ہر گیاہے کہ از زمیں روید ⁂ وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید

خود قرآن پاک ناطق ہے الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناءً وانزل من السماء ماءً فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا للہ اندادًا وانتم تعلمون = اس قادر مطلق صانع بے بدل نے اپنی قدرت و حکمت سے زمین کو اس خوبی کے ساتھ پانی پر بچھا دیا کہ نہ غایت درجہ کی صلابت یعنی سختی جس سے انسانات و حیوانات کو اذیت محسوس ہو، نہ انتہا درجہ کی لطافت یعنی نرم جس سے دھنس جانے کا احتمال ہو (جسکو ہم دلدل کہتے ہیں) نہ حرکت ہے نہ ہلتی ہے بلکہ باہم سختی و نرمی کو ملحوظ رکھتے ہوئے جمیع حیوانات و انسانات کے رہنے سہنے چلنے پھرنے کیلئے عام بچھونا بچھا دیا، آسمان کو بغیر ستون کے چھت بنا دیا ؎

نگہ کن بریں گنبد زرنگار + کہ سقفش بود بے ستوں استوار

پھر اللہ پاک نے آسمان کو شمس و قمر ستاروں کے پھول بوٹوں سے مزین کر دیا جو کہ ہر روز ہمارے مشاہدے میں آتے ہیں۔ انسان کی منفعت سے خالی نہیں۔ پھر اس قبہ نیلگوں سے مشیت خود بارش برساتا ہے فقط اتنا ہی نہیں بلکہ پانی میں اللہ پاک نے وہ وہ قوتیں رکھی ہیں جسکو ہم قوت فاعلہ سے تعبیر کرتے ہیں اور اور زمین کو اس کی تحلیل کی قوت بخشی ہے جو منفعلہ کا مصداق ہے، ہر دو کی تخلیط سے درخت نمودار ہوتا ہے

ہری ہری سبزیاں نظر آتی ہیں۔ اسی پر ہماری بقاو حیات کا دارومدار ہے، بعینہ حیوانات کی مثال پر تمثیل ہے ایسی بڑی بڑی مخلوقات و مصنوعات میں نظر کرنے سے سب سے اعلیٰ مقصود یہی ہونا چاہئے کہ ان کے خالق وجاعل کی قدرت کا مشاہدہ کر کے اس کی توحید کی شہادت دیجائے۔ انسان خود اپنے وجود پر نظر کرے کہ ہم نے کن اجزا سے ترکیب پائی ہے۔ انسان کا جسم چار مادوں سے مرکب ہے منجملہ ان مادوں کے مٹی جزو اعظم ہے جو مطلقاً بے حس و حرکت چیز ہے۔ لیکن اس صانع عدیم المثال نے اس قفس عنصری میں کچھ ایسی چیز یعنی (روح) حلول کی ہے کہ غایت پھرتیلا، سریع السیر اور ادراک اشیاء محسوسہ وغیر محسوسہ پر قادر بڑی بڑی حکمتوں کی باتیں ایجاد کرنے میں ماہر چنانچہ فوٹوگراف کی ایجاد میں کچھ ایسی حکمت ظاہر کی ہے جو ناظرین پر مخفی نہیں۔ غرض انسان سے بھی بڑی بڑی ایجادات پائی جاتی ہیں تو یہاں سے معلوم ہوا کہ اس کے لئے بھی ضرور کوئی موثر بتمامہ مافوق اس کے ہوگا وہ سواء اسمہ کے دوسرا کون ہو سکتا ہے جس پر کوئی موثر ثانی نہیں۔ کیونکہ تسلسل لازم آئے گا۔ اور یہ محال ہے لہذا اللہ وحدہ کے مافوق یا مساوی و تعدد کا بھی ہونا عقلاً و نقلاً ممتنع و محال ہے۔

نقلاً تو اس لئے کہ اللہ پاک فرماتا ہے۔ قل ھو اللہ احد کہہ اللہ ایک ہے صانع عالم ایک ہی ہے دوسری جگہ بلفظ انما ارشاد ہوتا ہے جو حصر و تخصیص کو مفاد ہے) انما الھکم الہ واحد یعنی جز ایں نیست کہ معبود و مسجود تمہارا ایک ہی ہے۔

عقلاً۔ لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا۔ اگر اس آسمان و زمین میں سوائے خدائے یکتا لایزال، صانع حقیقی، واجب الوجود کے دوسرا مالک و مختار ہوتا تو یقینی آسمان و زمین دونوں تباہ و برباد ہو جاتے۔ کیوں نہیں ایک کہتا کہ آفتاب مشرق سے طلوع ہونا چاہئے تو دوسرا اسی وقت کہتا نہیں مغرب سے۔ اب یہاں اجتماع ضدین لازم آتا ہے کیونکہ ایک چیز کا ایک ہی وقت میں دو جگہ سے نکلنا محال ہے۔ یا فک اجتماع ضدین لازم آئے گا۔ مثلاً آفتاب بحکم شخص واحد طلوع ہوگیا۔ اب یہاں بداہتہً ایک کا عجز ثابت ہوگا۔ اور عاجز ہونا علامتِ امکان و حدوث ہے جو واجب الوجود کے مفہوم کے منافی ہے۔ لہذا دو خدا کا ہونا بھی محال ہے مشہور ہے "دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند" پھر کیوں اللہ کی ذات و صفات پر دوسرے کو شریک بناتے ہو، مصنوعی معبودوں کے سامنے سرخم کرتے ہو۔ مرادیں مانگتے ہو۔ جن کے دست قدرت میں نہ منفعت رسانی ہے اور نہ وہ اندفاع ضرر پر قادر ہے۔ سوائے معبود حقیقی کے دوسرے کے آگے سر جھکانا جہالت و سفاہت نہیں تو اور کیا ہے اپنے نفس پر ظلم اٹھانا نہیں تو اور کیا ہے عقلمند کا تو قول یہی ہے ؎

ترکت اللات والعزیٰ جمیعاً ۔ کذالک یفعل الرجل البصیر

اللہ تعالیٰ نے انسان کو صاحب بصیرت، ذی عقل اور ذی علم بنایا ہے۔ انسان کے اندر وہ قوتیں ہیں کہ اگر ادنیٰ تامل سے بھی کام لے تو خود ہی اس کی عقل شہادت دیگی اور بزبان خود ہی کہے گی۔ انما الھکم الہ واحد

صاحبو! توحید کی حفاظت زندگی کا مقصد قرار دے لو کہ یہی کامیابیوں کا سرچشمہ ہے اگر توحید کی خاطر جان بھی جائے تو غم نہیں مگر توحید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔ اگر توحید کے لئے ماں باپ خویش واقارب بلکہ